طلبہ چھٹیاں کیسے گذاریں...........؟؟؟

مولانا مفتی محمد راشد ڈسکوی
استاذ ورفیق شعبہ تصنیف وتالیف، جامعہ فاروقیہ، کراچی

ابھی کل ہی کی تو بات ہے کہ نئے سال کی ابتدا، قدیم وجدید داخلوں کے لیے مفوضہ ذمہ داریوں کی مصروفیت، قدیم اور جدید طلبا کی آمد، نئی کتب، نئے اسباق ملنے پر ذوق وشوق کے ساتھ تیاریاں عروج پر تھیں۔ اور آج! گویا پلک جھپکتے ہی وقت کا پنچھی ایک سال کے عرصے کو ایک جست میں ہی اُڑا کے لے گیا ہے، وراثتِ نبوت کو حاصل کرنے کی طلب میں آنے والے مہمانانِ رسول نے اپنے ظروف میں اپنی اپنی وسعت ومحنت اور مساعی جمیلہ کے ساتھ بھرا؛ اور علم وعمل کے میدان میں ترقی کی منازل طے کرتے رہے، اللہ رب العزت سب طلبہ کو ان کے علوم دینیہ سے دنیا وآخرت میں مستفید فرمائے، اب جب کہ تعلیمی سال کا اختتام بالکل سروں پر ہیں اور تعطیلاتِ سنویہ کی آمد آمد ہے تو مفید معلوم ہوا کہ سال کی انتہا اور تعطیلات کے بہتر سے بہتر گذارنے سے متعلق کچھ باتیں طلبا ساتھیوں کے گوش گذار کردی جائیں، شاید کہ کسی کے سامنے اُس کے فائدے کی کوئی بات آجائے اور وہ اُس پر عمل پیرا ہو کر اپنے اس فرصت کے زمانے کو بھی قیمتی بنا لے۔

پہلا کام (معافی تلافی)

تعطیلاتِ سنویہ سے قبل امتحانات کے اس زمانے میں خاص طور پر اور سال کے ہر مہینے، مہینے کے ہر ہفتے، ہفتے کے ہر دن اور دن کے ہر منٹ اور ہر لمحے ہمارا معاملہ بندگانِ خدا کے ساتھ خاص طور پر؛ اور خدائے بزرگ وبرتر کے ساتھ عام طور پر؛ ایسا ہونا چاہیے کہ نہ تو اللہ اور اس کے بندے ہم سے ناراض وخفا ہوں اور نہ ہی ہم اللہ اور اس کے بندوں سے ناطہ توڑے ہوئے ہوں، حقوق اللہ اور حقوق العباد میں ہمارے کردار اور اعمال کا ترازو جھکنا ہی چاہیے، ورنہ ڈر ہے کہ دنیا وآخرت کی رُسوائیاں اور خُسرانِ عظیم ہمارا مقدر ہی نہ بن جائے، اور کل قیامت کے

وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَنِيْ قَطَعَهُ اللّٰهُ". (صحیح مسلم، رقم الحدیث:۲۶۸۳)

وبربادی کا فیصلہ کردیا گیا تو یہ بربادی ایسی بربادی ہوگی کہ جس کا تدارک اُس وقت؛

اس لیے آج وقت ہے کہ ہم زندگی کے ان حاصل شدہ ایام میں ہر کسی سے اپنا معاملہ صاف کر لیں، کوئی ہم سے ناراض ہے، تب بھی۔ اور کسی سے ہم ناراض ہیں، تب بھی۔ ظلم، زیادتی اور ناانصافی ہماری طرف سے ہے، تب بھی۔ اور ظلم، زیادتی اور ناانصافی دوسرے کی طرف سے ہے، تب بھی۔ اگر پہلی صورت ہے، تو! اس صورت میں تو بہر حال ہم پر لازم ہے کہ فی الفور مدمقابل سے معافی مانگ کر اپنا معاملہ صاف کر لیں، وگرنہ! ہم پر "مفلسِ حقیقی" کا لیبل چسپاں کر کے جہنم کی اتھاہ گہرائیوں میں منہ کے بَل پھینک دیا جائے گا۔ اور اگر ظلم، زیادتی اور ناانصافی دوسرے کی طرف سے ہے تو پھر بھی آگے بڑھ کے اُسے اپنے سینے سے لگا لیں، اسے معاف کر دیں، جی ہاں! اس لیے کہ اس صورت میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے ضامن بنتے ہوئے نظر آ رہے ہیں کہ اس بندے کو جنت کے اوپر والے حصے میں عالی شان محل بنوا کر دیں گے۔ ملاحظہ فرمائیں: قال رسول الله ﷺ: "أَنَا زَعِيمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا." (سنن أبي داؤد، رقم الحديث: ۴۸۰۲)

اس اہم کام کو سرانجام دینے کے لیے تنہائی میں بیٹھ کر سوچیں کہ کسی کا، کسی طالبِ علم سے، مدرسہ کے عملہ کے کسی بھی فرد سے، اپنے اساتذہ میں سے کسی سے یا مدرسہ کے متعلقین کے علاوہ کسی سے بھی کوئی ناراضگی یا قطع تعلقی والا معاملہ تو نہیں؟! اگر ہے تو خدارا! کل یا پرسوں نہیں، بلکہ آج ہی اُس کو حل کرنے کی سو فی صد کوشش کریں۔

دوسرا کام (حقوق کی ادائیگی):

معافی تلافی اور صلح کے بعد اہم ترین کام حقوقِ مالیہ واجبہ کی ادائیگی کا ہے، مثلاً: کسی کا قرض ذمہ میں ہے، تو اس کی ادائیگی کی فکر کر لی جائے، اگر ادائیگی فی الفور ممکن نہیں ہے تو بطورِ وصیت اپنے پاس اپنی ڈائری میں یا کسی بھی جگہ (جہاں بصورتِ انتقال دوسروں کی دسترس ہو) اُس قرض کی تفصیل نقل کر لی جائے، اسی طرح اگر دوسروں کی امانتیں اپنے پاس ہوں تو جانے سے قبل ان کی ادائیگی بھی کر دی جائے یا کم از کم ان کی تفصیل کا اندراج بھی اپنے پاس کر لیا جائے، انہی چیزوں میں سے ایک چیز یہ ہے کہ جامعہ سے مستعار لی ہوئی موقوفہ کتب بروقت واپس کر دی جائیں۔

تیسرا کام (خروج فی سبیل اللہ):

تعطیلات کے دوران اپنے اندر صفاتِ حسنہ پیدا کرنے کے لیے، اپنے ایمان کو درجہ کمال تک پہنچانے کے لیے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سپرد کی گئی دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری کو بحسن خوبی ادا کرنے کے لیے مطلوبہ استعداد، اپنے اندر حاصل کرنے کی غرض سے دعوت وتبلیغ کے لیے نکلنے والی جماعتوں کے کاروان میں شامل ہوا جائے، سارا سال اغلب طور پر علمِ الٰہی کے حصول میں اور تعطیلات کا زمانہ اس علمِ الٰہی کی تبلیغ، ترویج اور اشاعت میں گذار لیا جائے تو تجربات، مشاہدات اور حضراتِ اکابرین کے ملفوظات کی روشنی میں بالجزم کہا جا سکتا ہے کہ اللہ

تعالیٰ بعد از فراغتِ مدرسہ اپنے ایسے بندوں کو اشاعتِ دین کے مختلف الانواع شعبوں میں سے کسی نہ کسی شعبے کے ساتھ کسی نہ کسی درجے میں ضرور وابستہ رہنے کی توفیق مرحمت فرما دیتے ہیں۔

رائے ونڈ کے زمانہ تعلیم میں استاذِ محترم داعی کبیر حضرت مولانا احسان الحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے بارہا یہ بات سنی کہ ''جو طالبِ علم زمانہ تعلیم میں اپنی چھٹی اور فرصت کے اوقات کو تبلیغ کی محنت میں استعمال کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فراغت کے بعد اُسے اپنے دین کی خدمت کی توفیق عطا فرما دیتے ہیں''۔

ذیل میں بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی صاحب رحمہ اللہ اور بعض دیگر اکابرینِ امت کے اقوال پیش کرتا ہوں کہ اہلِ علم کے لیے زمانہ تعلیم میں ہی اس کام میں شمولیت کس قدر ضروری ہے؟!

تبلیغی جماعت کے ساتھ اہلِ علم طبقہ کی شمولیت کی اہمیت:

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب رحمہ اللہ اپنی تصنیف ''مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت'' میں لکھتے ہیں کہ: ''آپ (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمہ اللہ) نے اپنے نزدیک اس کا فیصلہ کر لیا تھا کہ جب تک اہلِ علم اس کام کی طرف متوجہ نہ ہوں گے اور اس کی سرپرستی نہ کریں گے اس وقت تک اس اجنبی دعوت اور اس نازک کام اور لطیف کام کی طرف سے (جس میں بڑی دقیق رعایتیں اور نزاکتیں مطلوب ہیں) اطمینان نہیں کیا جاسکتا، آپ کو اس کی بڑی آرزو تھی کہ ''اہل'' اشخاص اس کام کی طرف توجہ کریں اور اپنی قابلیتوں اور صلاحیتوں کو اس کام کے فروغ میں لگائیں، جس سے اسلام کے درخت کی جڑ شاداب ہوگی پھر اس سے اس کی تمام شاخیں اور پتیاں سرسبز ہو جائیں گی''۔

اہلِ علم کے لیے طرزِ محنت:

اس سلسلہ میں آپ (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمہ اللہ) علماء سے صرف وعظ وتقریر ہی کے ذریعے اعانت نہیں چاہتے تھے بلکہ آپ کی خواہش اور آپ کا مطالبہ علماءِ عصر سے سلفِ اوّل کے طرز پر اشاعتِ دین کے لیے عملی جدوجہد اور دربدر پھرنے کا تھا، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب [نور اللہ مرقدہ] کو ایک خط میں لکھتے ہیں:

''عرصہ سے میرا اپنا خیال ہے کہ جب تک علمی طبقہ کے حضرات اشاعتِ دین کے لیے خود جا کر عوام کے دروازوں کو نہ کھٹکھٹائیں اور عوام کی طرح یہ بھی گاؤں گاؤں اور شہر شہر اس کام کے لئے گشت نہ کریں، اس وقت تک یہ کام درجہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا، کیونکہ عوام پر جو اثر اہلِ علم کے عمل وحرکت سے ہوگا وہ ان کی دھواں دھار تقریروں سے نہیں ہوسکتا، اَسلاف کی زندگی سے بھی یہی نمایاں ہے جو کہ آپ حضرات اہلِ علم پر بخوبی روشن ہے۔''

طلباءِ کرام کے لیے تبلیغ میں اشتغال کی حیثیت:

درس وتدریس سے تعلق رکھنے والے بعض بزرگوں کو شبہ تھا کہ تبلیغ واصلاح کی اس کوشش میں مدرسین اور طلباءِ مدارس کا اشتغال، ان کے علمی مشاغل اور علمی ترقی میں حرج پیدا کرے گا، لیکن آپ جس طرح اور جس منہج پر علماءِ مدارس اور طلباء سے یہ کام لینا چاہتے تھے وہ درحقیقت علماء اور طلبہ کے علوم کی ترقی اور پختگی کا ایک مستقل انتظام تھا، ایک گرامی نامہ میں (حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمہ اللہ) لکھتے ہیں:

''علم کے فروغ اور ترقی کے بقدر اور علم ہی کے فروغ اور ترقی کے ماتحت دینِ پاک فروغ اور ترقی پاسکتا ہے، میری تحریک سے علم کو ذرا بھی ٹھیس پہنچے یہ میرے لئے خسرانِ عظیم ہے، میرا مطلب تبلیغ سے، علم کی طرف ترقی کرنے والوں کو ذرا بھی روکنا یا نقصان پہچانا نہیں ہے، بلکہ اس سے بہت زیادہ ترقیات کی ضرورت ہے اور موجودہ مسلمان جہاں تک ترقی کر رہے ہیں یہ بہت ناکافی ہے''۔

طلباء کے لیے زمانہ طالب علمی میں محنت کرنے کا طریقہ:

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب دہلوی رحمہ اللہ چاہتے تھے کہ اس تبلیغی کام ہی کے ضمن میں طلبہ اپنے اساتذہ ہی کی نگرانی میں اپنے علوم کے حق ادا کرنے کے لئے نافع ہوں، ایک گرامی نامے میں لکھتے ہیں:

''کاش کہ تعلیم ہی کے زمانہ میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی اساتذہ کی نگرانی میں مشق ہو جایا کرے تو علوم ہمارے لیے نفع مند ہوں، ورنہ! افسوس کہ بے کار ہو رہے ہیں، ظلمت اور جہل کا کام دے رہے ہیں، إنا لله وإنا إليه راجعون''۔ بہرحال اپنی اس دعوت کو اعلیٰ علمی ودینی حلقوں میں پہچانے کے لئے آپ نے جماعتوں کا رُخ دینی مرکزوں کی طرف کیا۔ (مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۱۰۹، مکتبہ دینیات)

علم میں طرقی کا طریقہ:

علم کی طرف ترقی کے لئے مولانا کے نزدیک دوسری شرط یہ تھی:

''یادرکھو! کوئی عالم علم میں ترقی نہیں کرسکتا جب تک وہ جو کچھ سیکھ چکا ہے دوسروں تک نہ پہنچائے جو اس سے کم علم رکھتے ہیں، اور خصوصاً اُن تک جو کفر کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں، میرا یہ کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے مأخوذ ہے ''مَن لا يَرحم لا يُرحم'' بردیگراں پاش کہ حق برتو پاشد، کفر کی حد تک پہنچے ہوؤں تک علم پہنچانا اصل علم کی تکمیل ہے اور ہمارا فریضہ ہے اور جاہل مسلمانوں تک علم پہنچانا مرض کا علاج ہے۔'' (مولانا الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۴۷، مکتبہ دینیات)

صحابہ کرام کا حصولِ علم کے لیے طریق کار

فرمایا: ''مدینہ منورہ میں علوم دینیہ کا کوئی مدرسہ بھی نہ تھا اگر ہوتا تو بھی وہ (مدینہ والے) اس کے باقاعدہ طالبِ علم نہیں بن سکتے تھے اور دین کی ضرورت، مسائل واحکام اور مسائل کے علم سے بے بہرہ نہیں تھے، یہ علم ان کے پاس کہاں سے آیا؟! محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شرکت وحضوری پر زیادہ جاننے والوں کے پاس بیٹھنے اور اہلِ دین کی صحبت واختلاط اور ان کی حرکات وسکنات کو بغور دیکھنے، سفروں اور جہاد میں رفاقت اور بروقت اور برموقعہ احکام معلوم کرنے اور دینی ماحول میں رہنے سے، اس میں شبہ نہیں کہ اس درجہ اور معیار کی بات آج حاصل نہیں ہوسکتی، لیکن اس سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا کہ اس کی کچھ نہ کچھ صورت انہی راستوں سے آج بھی پیدا کی جاسکتی ہے''۔ (مولانا محمد الیاسؒ اور ان کی دینی دعوت، ص:۱۰۶، مکتبہ دینیات)

جملہ اہلِ علم کی ذمہ داری:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عموماً اہلِ علم کی ساری جماعتوں سے یہ بھی عرض ہے کہ اِن متعین اوقات کے علاوہ دوسرے عام اوقات میں اپنی اپنی جگہ خاص وعام میں تبلیغ سے غافل نہ رہیں''۔ (تجدید تعلیم وتبلیغ، ص:۱۹۳)

موجودہ دور کے خوفناک حالات اور ان سے خلاصی کی راہ:

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ بھی ایک انتہائی اہم مضمون میں رقم طراز ہیں کہ:

''عذاب بصورتِ نفاق کی تعبیر صوبائی عصبیت، گروہی مفادات کا وہ طوفان ہے؛ جو ملک کے درودیوار سے ٹکرا رہا ہے، جس میں علماء، صلحاء اور عوام وحکام سب بہے جارہے ہیں؛ اور جسے برپا کرنے میں اوپر سے نیچے تک تمام عناصر اپنی پوری قوتیں صرَف کررہے ہیں، پورا ملک آتش فشاں کی مُہیب لہروں کی لپیٹ میں ہے، جس پر توبہ، استغفار، تضرع وابتہال اور دعوت اِلی اللہ کے ذریعے آج تو قابو پایا جاسکتا ہے، مگر کچھ دن بعد یہ تدبیر بھی کارگر نہیں ہوگی اور پھر خدا ہی جانتا ہے کہ کیا حالات ہوں گے؟! کون رہے گا؟! اور کس کی حکومت ہوگی؟! اور انسان محکوموں کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوگا۔ اللہ تعالی ہمارے حال پر رحم فرمائیں اور ہمارے گناہوں کو معاف فرمائیں اور پوری اُمت کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقه صفوة البرية سيدنا محمد وعلى اله وأصحابه وأتباعه أجمعين۔'' (بصائر وعبر، حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ کا سبق آموز پیغام، ص:۱۵)

چوتھا کام (مختلف الانواع دوروں میں شرکت):

اگر کوئی طالبِ علم کسی بنا پر جماعتِ تبلیغ کے ساتھ نہ جاسکتا ہو تو پھر اُس کے لیے ہماری گذارش یہ ہے کہ وہ ملک

بھر کے مدارسِ دینیہ میں منعقد ہونے والے مختلف الانواع علمی دوروں (مثلاً: دورہ صرف ونحو، دورہ تفسیر، دورہ منطق، دورہ سراجی ومیراث، دورہ اللغۃ العربیہ، دورہ ردفرق وادیان باطلہ، دورہ ردقادیانیت، دورہ فلکیات، دورہ صحافت، دورہ خطابت وغیرہ) میں سے اپنے اساتذہ سے مشورہ کرکے اپنے مناسب حال کسی دورے کا انتخاب کرکے اُس میں شرکت کرے، عام طور پر ان دوروں کے انعقاد کا دورانیہ تیس سے چالیس دن کا ہوتا ہے، اس مختصر سے عرصے میں ماہرِ فن اور سالہا سال سے تجربہ رکھنے والے علماء کرام اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے، اپنے تجربات کی روشنی میں متعلقہ دورے کی مبادیات سے لے کر پورے فن کا خلاصہ شرکاءِ دورہ کے سامنے رکھتے ہیں۔

ہمارے خیال میں ان دوروں میں سے ہر دورے کا کماحقہ فائدہ مختلف طلبا کے لیے مختلف درجات کے بعد تو ہوتا ہی ہے، لیکن اس سے قبل یہ فائدہ تو یقیناً ہوجاتا ہے کہ وہ اپنا وقت کسی دینی کام میں ہی گذار رہا ہے لیکن مقاصدِ خاصہ کے ساتھ منعقد کیے جانے والے مختلف الانواع دوروں کا کماحقہ فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا؛ مثلاً: ''دورہ صرف ونحو'' اور ''دورہ اللغۃ العربیہ'' درجہ رابعہ کے بعد مفید ثابت ہوگا؛ البتہ ابتدائی درجے کے وہ طلبہ جو صرف ونحو میں کمزور استعداد کے حامل ہوں، ان کے لیے ''دورہ صرف ونحو'' درجہ اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ کے بعد مفید رہے گا۔ ''دورہ تفسیر، دورہ سراجی ومیراث، دورہ منطق، دورہ فلکیات'' میں درجہ سادسہ اور ان سے اوپر کے طلبا زیادہ بہتر طریقے سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، اس لیے کہ ان طلبا میں اخذ کی صلاحیت کافی حد تک پیدا ہوچکی ہوتی ہے؛ اور بڑی حد تک متعلقہ فنون کی کتب پڑھ چکے ہوتے ہیں؛ اور ''دورہ ردفرق وادیانِ باطلہ، دورہ صحافت، دورہ ردقادیانیت'' سے درجہ سابعہ اور اس سے اوپر کے طلباء اِن مختصر المیعاد دوروں میں دیے جانے والے اسباق پر اچھے طریقے سے گرفت کرسکتے ہیں۔ اور اس سے بھی آگے بڑھ کے، اگر یہ دورے فراغت کے بعد کیے جائیں، جب کہ بندہ عملی میدان میں قدم رکھ چکا ہوتا ہے یا رکھنے والا ہوتا ہے، تو اُس وقت ان دوروں کا فائدہ صحیح معنیٰ میں حاصل ہوتا ہے۔ لیکن دورانیہ تعلیم کے جس مرحلے میں بھی کسی بھی دورے میں شرکت کی جائے، کسی نہ کسی درجہ میں حصول فائدہ سے انکار تو ہے ہی نہیں۔

مختلف الدرجات کے لیے کون سا دورہ کب مفید ہے؟! اس میں یقیناً ایک سے زیادہ آراء ہوسکتی ہیں، مذکورہ ذکر کی گئی ترتیب کوئی منصوص نہیں، یہ تو محض تجرباتی یا ذوقی چیز ہے، اس لیے بہتر بات یہ ہے کہ دورہ کے انتخاب کے لیے اپنے اساتذہ کی رائے پر عمل کرنا نہایت مفید ثابت ہوگا۔

شرکاءِ دورہ کی خدمت میں ہماری گذارش یہ ہے کہ طلبا ان مخصوص ایام میں دورہ میں پڑھائے جانے والے اسباق کو خوب اچھی طرح ضبط کرنے کا اہتمام کریں، مفید باتوں اور نکات کو اپنے پاس رجسٹر میں نقل کرلیا جائے، تو نورٌ علیٰ نور ہے، اسباق کے اوقات کے علاوہ میں متعلقہ اساتذہ کرام کے مشورہ سے متعلقہ فن کی اُن کتب کا مطالعہ

کرنے کی بھی کوشش کی جائے، جو دورہ میں یا درس نظامی کے نصاب میں داخل نہیں ہیں۔ اس سلسلے میں آخری بات یہ ہے کہ دروہ کروانے والے اساتذہ کے "فن اور طرزِ تدریس" کو سمجھتے ہوئے اُسے کاپی میں محفوظ بھی کیا جائے تاکہ بوقتِ ضرورت اس سے فائدہ اُٹھایا جاسکے۔

پانچواں کام (اپنے علاقے میں کرنے کے کام):

دعوت وتبلیغ میں وقت لگانے والے یا مختلف دوروں میں شرکت کرنے والے طلباء کرام یا وہ طلباء کرام جو ان دونوں کاموں میں شرکت نہ کر سکے ہوں، جب اپنے گھروں کی طرف لوٹیں تو اُن کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے مقام پر، اپنے گھروں میں، اپنے گلی محلوں میں، اپنے معاشرے میں اپنے آپ کو ایسا پیش کرنے کی کوشش کریں کہ آپ کے متعلقین واضح طور پر، کھلی آنکھوں آپ کے بارے میں یہ محسوس کریں کہ "ہمارا یہ عزیز" مدرسہ کی زندگی اختیار کرنے سے قبل، یا سابقہ سال میں تو (اپنی عبادات، اپنے معاملات، اپنی حسنِ معاشرت اور اپنے اخلاق میں) ترقی کے اس معیار پر نہیں تھا، جس معیار پر اب پہنچ چکا ہے۔ اس تبدیلی کے لیے اور گھروں میں گذارے جانے والے ان ایام کو قیمتی بنانے کے لیے اپنے اساتذہ سے ان مواقع پر سنی ہوئی کچھ مفید باتیں نمبروار ذیل میں ذکر کی جاتیں ہیں، جن کو اپنانا ان شاء اللہ العزیز آپ کو ایک مثالی طالب علم بنادے گا، لوگ آپ کی صلاحیتوں کی وجہ سے آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھائیں گے، آپ کا ادب کریں، آپ کی بات توجہ سے سنیں گے، آپ کے مشوروں پر عمل کریں گے، آپ کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھیں گے، اپنے فیصلوں کے لیے آپ کو حَکَم بنانا تسلیم کریں گے، آپ کی مثالیں دے کر اپنی اولاد اور اپنے ماتحتوں کی تربیت کریں گے، آپ کو دیکھ کر اپنی اولاد کو بھی مدارس دینیہ میں داخل کروانے کا فیصلہ کریں گے۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ رب العزت دنیا وآخرت کی سعادتیں آپ کا مقدر بنادیں گے:

(☆) صبح سویرے نمازِ فجر کے لیے از خود اُٹھنے کا اہتمام کرنا، پانچوں نمازیں، باجماعت، مسجد میں، تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ، پہلی صف میں ادا کرنے کی حتی الوسع کوشش کرنا۔

(☆) مسجد میں ہونے والے تبلیغی اعمال (تعلیم، گشت، مشورہ، شب جمعہ، جماعتوں کی نصرت وغیرہ) کا اہتمام کرنا، اور نمازوں کے بعد ہونے والے دروس قرآن و درسِ حدیث میں شرکت کرنا۔

(☆) مسجد کے ائمہ، علاقے کے قدیم کبار علماء کرام کی ملاقات کی غرض سے ان کی خدمت میں حاضر ہونا، اگر وسعت ہو تو ان کی شان کے مطابق، وگرنہ اپنی حیثیت کے مطابق، ان کے لیے کوئی معقول ہدیہ لے کر جانا، اُن سے مختلف امور میں مشاورت کرنا، اپنی تعلیمی وتبلیغی کارگذاری ان کے سامنے بیان کرنا۔

(☆) اگر اپنے علاقے کی مساجد میں نماز باجماعت کا اہتمام نہ ہوتا ہو تو اس کا انتظام کرنا، اگر درس وغیرہ یا

تبلیغی اعمال نہ ہوتے ہوں تو مقتدر حضرات کو اپنا ہم نوا بنا کر ان اعمال کو شروع کرنا۔ اگر کہیں جمعہ پڑھانے کا موقع ملے تو خوب اچھی طرح تیاری کر کے پڑھانے کا اہتمام کرنا۔

(☆) ان تمام مذکورہ اعمال میں دیگر طلبہ مدارس کو اپنے ساتھ شریک رکھنا۔

(☆) اگر اپنی قراءت میں کمزوری ہو تو کسی ماہر قاری صاحب سے بات کر کے اپنی تعطیلات کے اعتبار سے جامع و مانع ترتیب بنانا۔

(☆) کسی ماہر کاتب سے مسلسل اور خوب اہتمام سے مشق لے کر اپنا خط سنوارنا۔

(☆) کسی کمپیوٹر کے ماہر سے کمپوزنگ سیکھنے کی ترتیب بنانا، ایک عالم دین کے لیے موجودہ دور میں یہ مہارت بہت نفع کی چیز ہے، اسی طرح مکتبۃ الشاملہ استعمال کرنے میں مہارت حاصل کرنا بھی بہت مفید ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ کمپیوٹر کے مفاسد سے بچتے ہوئے اس کا صحیح استعمال بہت ہی نافع ہے۔

(☆) گھر کے کام کاج میں گھر والوں کا ہاتھ بٹانا، سودا سلف لا کر دینا، گھر سے متعلق انتظامی امور میں بے جا دخل اندازی کے بجائے حسنِ تدبیر سے کام لیتے ہوئے اصلاحِ احوال کی کوشش کرنا، گھر میں مروج غیر شرعی امور (ٹی وی، وی سی آر، بے پردگی وغیرہ) میں بہت سوچ سمجھ کر، احسن طریقے سے، بتدریج تبدیلی لانے کی کوشش کرنا، اس تبدیلی کی ابتداء انفرادی ترغیب کا راستہ اختیار کر کے ذہن سازی کے ساتھ آسان ہو جائے گی، لیکن یاد رکھیں؛ اس تبدیلی کے لیے اہم ترین اقدام اس وقت ہی ممکن ہو سکے گا، جب آپ خود اپنی ذات کے اعتبار سے ان محارم سے اجتناب کرنے والے ہوں گے، وگرنہ ہر تدبیر رائیگاں جائے گی۔

(☆) روزانہ والدین کے لیے کچھ وقت فارغ کر کے خاص ان کے پاس بیٹھنا، ان کی سننا اور اپنی سنانا، ان کی جسمانی خدمت کرنا (یعنی: سر، پاؤں، کندھے دبانا) اُن کے ساتھ حسنِ سلوک اختیار کرنا۔

(☆) تمام رشتہ داروں کے پاس اُن کے مقام پر ملاقات کے لیے جانا، رشتہ داروں میں غیر محرم عورتوں سے ہر حال میں شرعی پردہ کرنا۔

(☆) علاقے میں موجود اپنے قدیم و جدید اساتذہ کے پاس ملاقات کے لیے جانا، اگر ان کے پاس جانا ممکن نہ ہو تو کم از کم ٹیلی فون پر تو ضرور رابطہ کرنا۔

(☆) ہر خاص و عام سے سلام میں پہل کرنا۔

(☆) غیر نصابی کتب بالخصوص اکابرین کی سوانح وغیرہ کا مطالعہ بھی کیا جائے۔

(☆) یہ بات اچھی طرح سوچ لینی چاہیے اور ذہن میں بٹھا لینی چاہیے کہ مدارس سے باہر کی دنیا کے افراد؛

چاہے وہ کوئی ہو، آپ کے فنون نحویہ، صرفیہ، منطقیہ، یا فقہیہ میں مہارت سے متاثر نہیں ہوگا، بلکہ وہ آپ کے حسن اَخلاق، آپ کی حسن معاشرت، آپ کے اٹھنے بیٹھنے، آپ کے چلنے پھرنے، آپ کی سنت زندگی کو اختیار کرنے سے متاثر ہوگا، لہٰذا اپنی زندگی کے ان پہلوؤں سے ہرگز ہرگز غافل نہ ہوں، ان امور پر خصوصی توجہ دیں، ان کے اختیار کرنے کی کوشش کریں اور اللہ سے ان صفات کے حصول کی خوب دعا بھی کریں۔

آخری اہم ترین گذارش:

اب آخر میں طلبہ ساتھیوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ تعطیلات کو بہترین سے بہترین مصرف میں گذارنے کے لیے ضرور بضرور اپنے ان اساتذہ سے مشاورت کریں، جن کے ساتھ آپ کا تعلق ہو، وہ آپ کی تعلیمی، اخلاقی کیفیت اور مزاج سے واقف ہوں، ان کی رائے کے مطابق آپ دورے کا انتخاب کریں اور جس جگہ دورہ کرنے کی وہ رائے دیں، اسی جگہ دورہ کریں، اگر وہ آپ کے حق میں آپ کے لیے کچھ اور مفید سمجھیں تو بھی ان کی رائے کو اختیار کریں، یہ بات اس لیے انتہائی ضروری ہے کہ اس وقت بہت سی جگہوں میں غیر معتبر اور غیر مستند افراد قرآن وحدیث اور تفسیر کے نام پر دیوبندیت کا لیبل لگائے ہوئے، فکری اور نظریاتی ارتداد پھیلا رہے ہیں، اسلام کے نام پر اسلام سے دور کر رہے ہیں، دیوبندیت کا نام لے کر دیوبندیت کی جڑیں کاٹ رہے ہیں، تفسیر کی آڑ میں اپنے گمراہ کن نظریات سے صاف اور خالی الذہن طلبہ کو بھی فکری ارتداد میں مبتلا کر رہے ہیں، ایسے افراد کو پہچان کر ان سے بہت دور رہنے کی ضرورت ہے، اور جب اللہ ہمت اور استعداد دے دے تو اس وقت ان کے فکری اور نظریاتی ارتداد کی حقیقت طشت از بام کردیں۔

مذکورہ مفاسد سے بچنے کی خاطر اپنے اساتذہ سے مشاورت اور ان کی رائے کے مطابق قدم اٹھانا از حد ضروری ہے، اللہ رب العزت ہم سب کو مرتے وقت تک صراط مستقیم پر ثابت قدمی نصیب فرمائے، اور ہر طرح کے شرور وفتن سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہماری صلاحیتوں کو ہدایت کے پھیلنے کے لیے قبول فرمائے اور ہم کو اپنے منشا کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

☆☆☆